# تبصرے

**مسلم ثقافت ہندوستان میں** | از:- جناب عبدالمجید صاحب سالک۔ تقطیع متوسط ضخامت ۱۱، صفحات کتابت وطباعت بہتر قیمت عہ دس روپیہ پتہ:- ادارۂ ثقافت اسلامیہ کلب روڈ لاہور (پاکستان)

مسلمان اگرچہ ہندوستان میں فاتح کی حیثیت سے آئے لیکن اس ملک کی آب وہوا، فضا اور ماحول کی کشش کا یہ اثر تھا کہ یہیں رس بس گئے اور اپنے مرزبوم کو چھوڑ کر اسی کو اپنا وطن بنا لیا، پھر چونکہ مسلمان اس عہد کی سب سے زیادہ ترقی یافتہ اور مہذب قوم تھے اس لئے انھوں نے زندگی کے ہر شعبہ میں اس ملک کو ترقی دی، اس کے طبعی حسن کو نکھارا۔ بنایا اور سنوارا۔ اور چونکہ مغرب اور شمال کی راہ سے آنے والے مسلمان مختلف جغرافیائی قومیتیں رکھتے تھے، یعنی اس میں عرب بھی تھے اور ترک بھی، ایرانی بھی تھے اور افغانی بھی اور ہندوستان خود ایک بڑی تہذیب۔ فلسفہ اور عظیم روایات کا ملک تھا اس لئے ان سب کے اجتماع اور باہمی جذب وانجذاب کا نتیجہ یہ ہوا کہ یہاں ایک خاص کلچر اور ثقافت نے جنم لیا جس پر اگرچہ لیبل مسلم ثقافت کا لگا ہوا تھا لیکن وہ اپنی طبیعت اور فطرت کے اعتبار سے گوناگوں اور بوقلمون تھی جس میں عربی، ایرانی ترک اور ہندوستانی رنگوں کی آمیزش تھی۔ اگرچہ یہ مسلم ثقافت آج حرف پارینہ ہو گئی ہے لیکن اس کے آثار وشواہد اب بھی تعمیرات۔ فنون لطیفہ۔ رسم ورواج۔ فکر ونظر۔ معاشرت اور سماج میں دیکھے جا سکتے ہیں۔ زیر نظر کتاب میں لائق مصنف نے جو اردو زبان کے نامور ادیب اور مشہور صحافی ہیں اس مسلم ثقافت کی داستان بڑی تفصیل سے دلچسپ وشگفتہ زبان میں سنائی ہے۔ شروع کے ابواب میں انھوں نے مسلمانوں کی آمد سے پہلے ہندوستان کی جو سیاسی، سماجی اور مذہبی حالت

تھی اس کا جائزہ لیا ہے اور پھر اسلام کی مختلف اجتماعی، اخلاقی اور دینی تعلیمات کو مختصراً بیان کر کے مسلم کلچر کے اصل مذہبی اور ذہنی پس منظر کو نمایاں کیا ہے۔ اس کے بعد اس کلچر نے ہندوستان کی زندگی کے مختلف شعبوں پر جو اثرات کئے ہیں ان کو الگ الگ متعدد ابواب کے ماتحت بیان کیا ہے۔ چنانچہ تیسرے باب میں مسلمانوں کا عسکری اور سیاسی نظم ونسق۔ چوتھے میں علوم وفنون کی اشاعت۔ پانچویں میں فنون لطیفہ جس میں فن تعمیر، خطاطی، مصوری، موسیقی اور مکانات کی زیبائش وآرائش سب شامل ہیں۔ چھٹے میں معاشرت اور سماج، ساتویں میں مذاہب۔ آٹھویں میں زبانوں کی خدمت۔ نویں میں دورِ تجدید و اصلاح جو حضرت شاہ ولی اللہ الدھلوی کے عہد سے شروع ہوتا ہے اور دسویں باب میں عوامی زندگی پر بحث کی ہے اگرچہ یہ کتاب دس ابواب پر مشتمل ہے لیکن ہر باب کے ماتحت متعدد فصلیں ہیں جن میں متعلقہ باب کے موضوع بحث کے مختلف گوشوں اور پہلوؤں پر سیر حاصل گفتگو کی گئی ہے اور اس طرح یہ کتاب سات سو سے زیادہ صفحات میں ختم ہوئی ہے۔ لائق مصنف کی محنت اور عرق ریزی لائق داد و تحسین ہے کہ ایک ایسی کتاب اردو میں عالم وجود میں آگئی جس کی اس وقت سخت ضرورت تھی۔ ظاہر ہے کہ اتنی ضخیم کتاب اور اسی قدر متنوع موضوع پر اور وہ بھی ایک ہی مصنف کے قلم سے خامیوں اور نقائص سے بالکل پاک نہیں ہو سکتی چنانچہ وہ اس میں بھی ہیں۔ اس سلسلہ میں سب سے پہلی بات تو یہ ہے کہ مصنف نے زیادہ تر انھیں مسلمان حکومتوں اور ان کے کارناموں کا ذکر کیا ہے جو شمالی ہند میں قائم ہوئیں حالانکہ دکن اور گجرات و مالوہ میں جو سلطنتیں قائم ہوئیں ہندوستان کی ثقافتی ترقی میں ان کا بھی کچھ کم حصہ نہیں ہے بلکہ ان کی مستقل ایک عظیم تاریخ ہے۔ مصنف نے ان سلطنتوں کا ذکر بہت ہی سرسری کیا ہے۔ بہمنی خاندان پر صرف دو صفحہ لکھے ہیں اور وہ بھی چونکہ تاریخ فرشتہ کی روایت پر مبنی ہیں اس لئے اس خاندان کی پیدائش اور اس کے بانی کی شخصیت سے متعلق ایسی باتیں قلم سے نکل گئی ہیں جن کی اب تحقیق جدید کی روشنی میں تغلیط ہو چکی ہے۔ پھر کہیں کہیں بیان میں بھی مسامحت ہو گئی ہے۔ مثلاً صفحہ ۸۰ پر البیرونی کا نام ابوریحان خوارزمی لکھا ہے اور اسی کے

بعد ہی صفحہ ۱۰۸ پر اسے البیرونی لکھا ہے اس سے اور دونوں جگہ جو عبارت ہے اُس سے یہ دھوکا ہوتا ہے کہ یہ دو مختلف شخصیتیں تھیں۔ حالانکہ دونوں کا مصداق ایک ہی شخص ہے۔ علاوہ بریں ابوریحان کو خوارزمی کہنا صحیح نہیں۔ کیونکہ اس کو البیرونی کہنے کی وجہ ہی یہ ہے کہ وہ خوارزم سے باہر پیدا ہوا تھا۔ بہرحال ان معمولی فروگذاشتوں کے باوجود کتاب کے مفید اور پُر از معلومات ہونے میں شبہ نہیں۔ ہر صاحب ذوق کو اس کا مطالعہ کرنا چاہیے۔

**اسلام اور موسیقی** از مولانا شاہ محمد جعفر ندوی۔ تقطیع متوسط ضخامت ۲۱۶ صفحات۔ کتابت وطباعت بہتر قیمت تین روپیہ چار آنہ پتہ :- ادارۂ ثقافت اسلامیہ کلب روڈ لاہور (پاکستان)

کتاب کے نام سے ظاہر ہوتا ہے کہ اس میں موسیقی کی اسلامی اور شرعی حیثیت پر گفتگو ہوگی اور درحقیقت ہے بھی لیکن مصنف مقصد تحریر میں لکھتے ہیں "ہمیں اس موضوع پر جو کچھ بحث کرنی ہے اس کا بڑا حصہ ثقافتی (کلچرل) ہے یعنی یہ دکھانا ہے کہ عام طور پر مسلمانوں کا اس سے کیا ربط رہا ہے۔ ظاہر ہے کہ یہ ربط کہیں تو یکسر مفقود ہوگا اور کہیں حد جواز کے اندر ہوگا اور کہیں اس سے باہر بھی۔ ہم ان سب کا ذکر کریں گے"۔ چنانچہ موصوف نے ابتدا میں یہ دکھانے کے بعد کہ فطرت اور قرآن مجید کا جمالیات سے کیا تعلق ہے۔ موسیقی کی مختلف صورتوں، اور شکلوں پر مفصل گفتگو کی ہے اور اُن کے متعلق علم اور عمل کے اعتبار سے مسلمانوں کے مختلف طبقات میں عہد بعہد جو اختلاف رہا ہے اس کو بیان کیا ہے اس طرح یہ کتاب جہاں تک موسیقی کے ساتھ مسلمانوں کا تعلق رہا ہے اس موضوع پر معلومات کا اچھا مجموعہ ہے۔ اگرچہ مولانا نے اس معاملہ میں اپنے آپ کو غیر جانبدار بتایا ہے اور بعض فقہی تنقیحات کے ذریعہ موسیقی کی غیر مشروط حمایت بھی نہیں کی ہے۔ لیکن اس معاملہ میں اُن کا رجحان زیادہ تر جواز میں توسع کی طرف ہے اور یہ اثر کتاب میں جگہ جگہ نمایاں ہے اس لئے ہم عرض کریں گے کہ ظاہر ہے موسیقی سے لطف اندوز ہونا فرض یا واجب تو نہیں ہے۔ زیادہ سے زیادہ مباح ہی ہے اس لئے مولانا خود غور فرمائیں کہ ایک ایسے زمانہ میں جب کہ رقص و موسیقی (اور موسیقی بھی وہ نہیں جس کا ذکر اس کتاب میں ہے بلکہ